بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواہر المجدّد

المعروف

دفترِ انصاف

مصنّف

محمد خیر الدین مجدّد لاہوری

موجودہ زمانہ جس تلاطم انگیز حادثات میں گذر رہا ہے اس کی شرح اور وضاحت کے لئے جداگانہ دفتر کی ضرورت ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ جس سدا بہار گلشن ہستی میں بہار ہی بہار تھی وہاں اب مخالف ہواؤں سے خزاں کا دوردورہ ہے۔ عندلیبانِ چمن کے آشیانوں میں زاغ وزغن نے جگہ بنالی جہاں مرغانِ سحری نوا سنجی کرتے رہتے تھے۔ اب اس جگہ بوم اور زاغ اپنی کرخت آوازوں سے کانوں کے پردے اڑوائے دیتے ہیں۔ علم وعمل کے دروازے بند نظر آتے ہیں۔ حیا اور شرم رخصت ہوگئیں۔ علماء شریعت نے اپنی ذمہ داریوں سے دست کشی اختیار کرلی۔ ان کی جگہ دنیا پرست عالموں نے گھیر لی۔ جہلا اور زیادہ شتر بے مہار ہوگئے۔ خدا اور رسول کی نافرمانی میں زیادہ سے زیادہ دلیر بن گئے۔ حلال اور حرام کی تمیز جاتی رہی۔ احکام شریعت یعنی نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ کو بالائے طاق رکھ دیا گیا۔ پھر بلائے آسمانی کیوں نہ نازل ہوں؟ اور قدرت اللہ کے نافرمانوں کو کیوں نہ کیفر کردار تک پہنچائے۔ یہی اسباب ہیں کہ ہر روز نت نئے آفاتِ ارضی وسماوی نازل ہوتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ اپنے نافرمان وسرکش بندوں کو سزائیں دے رہا ہے۔ ہر روز قحط سالی ہے ابر رحمت کی قلت ہے۔ آپس کا نفاق ہے، جنگ وجدل ہے، نئی نئی بیماریاں ہیں، جسمانی امراض کے علاوہ سب کی روحیں علیل ہیں ان کا کوئی علاج کرنے والا نہیں مجازی طبیبوں اور ڈاکٹروں کی کثرت ہے مگر افسوس کہ روحانیت کا معالج ڈھونڈے نہیں ملتا۔ یہی سبب ہے کہ ساری دنیا جسمانی بیماریوں کے علاوہ روحانی امراض میں مبتلا ہے۔ اللہ اپنے گناہگار بندوں پر نظرِ رحم فرمائے۔

ملک خاندیش کے کچھ تاریخی حالات

شہر برہانپور خاندیس کے ملک کا دارالخلافہ ہے۔ ابتداء میں کروند تھانیسر بھی دارالحکومت تھے اس ملک پر گیارہ مسلمان بادشاہوں نے مسلسل حکومت کی جن کی ابتداء فیروز شاہ باربک کے بعد سے ہوئی اور انتہا اکبرِ اعظم کے بعد تک سمجھنی چاہیے۔

پہلا بادشاہ راجہ فاروقی ہوا جس کا آبائی شجرہ یہ ہے۔ ملک راجہ فاروقی بن خان جہان بن علیخان بن عثمان خاں بن شمعون شاہ بن اشعب خان بن سکندر شاہ بن طلحہ شاہ بن دانیال شاہ بن اشعب بن ارمیا شاہ بن سلطان التارکین برہان العارفین حضرت ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر شاہ بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

پہلا بادشاہ ملک راجہ فاروقی دوسرا نصیر خاں فاروقی، تیسرا میراں عادل، چوتھا مبارک خان، پانچواں میراں عینا، چھٹا داؤد خاں، ساتواں عادل اعظم ہمایوں، آٹھواں میراں محمد شاہ، نواں میراں مبارک شاہ، دسواں میراں محمد شاہ ثانی، گیارہواں راجہ علی خاں جو اکبر جہانگیری اور شاہ جہانی عہد تک آزاد حکمراں کی حیثیت سے اپنے ملک خاندیس پر حکومت کرتا رہا۔ اس کے زمانہ میں نیز زمانہ ہائے ماسبق میں دور دور سے علماء اور فضلاء قاری اور حافظ بلائے گئے اور ان کی جاگیریں مقرر کر کے ملک خاندیس کے مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام کیا گیا تھا۔ مگر عالم گیری حملہ جو شیواجی پر ہوا اس نے اس ملک کی حالت کو دگرگوں کر دیا۔ بڑے بڑے خاندان اپنے وطن کو چھوڑ کر گجرات، حیدرآباد، گولکنڈہ کی طرف نکل گئے۔ متواتر حملوں سے رعایا پریشان حال ہو گئی۔ ضعیف اور ناتواں بے گناہ مارے گئے۔ مرہٹوں نے بڑے بڑے ظلم ڈھائے۔ شاہی زمانہ سندات اسی لوٹ مار میں اصلی مالکوں کے قبضہ سے دوسروں کے ہاتھ لگ گئیں۔ جب چند دن بعد امن ہوا اور سرکار وقت نے سندات کی جانچ پڑتال کی تو رذیل تھے وہ شریفوں کی صورتوں میں بدل گئے اور جو خاندانی شرفاء تھے وہ حقیر و ذلیل درجوں کو پہنچ کر دوسری طرف نکل گئے۔ یہی سبب ہے کہ شرافت نجابت خاندانی معدوم ہے۔ کسی مورخ نے خاندیس کی سابقہ حالت کو قلمبند نہ کیا کہ موجودہ زمانہ کی حالت سے اس کا موازنہ تو کیا جاتا۔ سابق زمانہ کے علماء و مشائخ عظام خدا جانے کہاں گئے اور کدھر نکل گئے کہ ملک کا اسلامی نظام درہم برہم ہو گیا۔ اب یہاں کے لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ علماء کی قدر و منزلت کس درجہ تک ہونی چاہیے اور صوفیا عظام اور مشائخ کرام کا کیا مرتبہ ہے۔ ایک شہر یا ایک بستی میں دو دو عیدگاہیں، قدیم صوفیا اور درویشوں کے مزارات کا بلا تعویذ گمنامی میں پڑا رہنا یہ سب اور ساری باتیں اسی اندھیر گردی کا نتیجہ معلوم ہوتی ہیں جو کسی زمانہ میں یہاں جاری و ساری تھی۔

خاندانی رئیس:

موجودہ زمانہ میں جن لوگوں کو اپنی خاندانی شرافت اور نجابت پر فخر ہے ان کے خیالات لغو طبیعتوں میں آزادی گھر کر گئی ہے۔ نہ انہیں علوم دینی حاصل کرنے کا شوق ہے نہ علماء اور مشائخ کی الفت اور محبت ان کے دلوں میں ہے۔ مسجدیں ویران ہیں نماز پڑھنے والے غائب ہیں۔ مسلمانوں میں باہمی میل جول اور سچی محبت مفقود ہے۔ فقراء اور صوفیاء کی عزت اور تکریم کو دلوں سے یک قلم بھلا دیا ہے۔

اگر آج علماء شریعت پر ہوتے تو دو عیدگاہیں نہ ہوتیں۔ مسجدیں ویران نہ ہوتیں۔ لوگوں

میں اسلامی اخلاق اور مروت نظر آتی ۔ سلسلۂ صوفیا اور شیخین ہوتا تو ان کے طفیل سے عوام کی روحانیت اس قدر مبتذل صورت نہ اختیار کرتی سرزمین خاندیس ایسے شاعر پیدا کرتی جو اپنے کلام سے سوئی ہوئی قوم کو جگا دیتے اور جیسا کہ آج کل لغو گوئی شاعروں کا پیشہ ہو گیا ہے ایسا ہرگز نہ ہوتا۔ جو لوگ اپنے کو شریف اور خاندانی بتاتے ہیں ان کے اخلاق اس قدر ذلیل اور کم درجہ کے نہ ہوتے۔ ان کی زبان شستہ ہوتی گالی گفتار ان کا تکیہ کلام نہ ہوتا۔

فقراء ملامتیہ اور ہم

۱۳۱۷ھ میں فرقہ ملامتیہ نے ہم پر کچھ اعتراضات تراشے تھے ہم ان کا مسکت جواب ذیل میں تحریر کرتے ہیں۔ مسکین شاہ میاں کے عرس پر ہم سے کہا گیا کہ تم لنگوٹ اور کفنا کیوں نہیں پہنتے ہو۔ عشق اللہ کیوں نہیں کہتے ہو، پائجامہ اور رنگا ہوا کرتہ کیوں پہنتے ہو۔ جمع اللہ، میں کیوں نہیں بیٹھتے ہو؟ فقیر ہو کر کنٹھا اور منکا کیوں نہیں پہنتے ہو۔ حال تا کہ کیوں نہیں گلزار کرتے ہو؟ رباعی اور چراغ کیوں یاد نہیں کیا اور چار ابرو کا صفایا کیوں نہیں کراتے ہو؟

اب ہمارے جوابات سنئے:

عجب تماشہ ہے کہ جس چیز کو اللہ جل شانہٗ حرام فرمایا ہے ان فقیروں کا خدا انہیں حلال بتاتا ہے۔ اس لئے اب نئی خدائی والوں کو ایک خود ساختہ نبی کی بھی ضرورت ہیکہ یہ لوگ اسی کا کلمہ پڑھیں ۔ آسمان اور زمین بھی ان کے لئے نئے ہونے چاہیئں جس میں یہ لوگ اپنے خدا کی پرستش کریں۔ اس حالت میں تو یہ سب بے سری فوج کے مانند ہیں جو مارے مارے پھرتے ہیں اور ان کا کوئی سر دھریا نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عشق اللہ اگر کوئی کلمہ نہیں تھا تو جاری کیسے ہو گیا؟ اب معلوم ہوا کہ طریقۂ اسلام کے سوا بھی کوئی اور طریق بھی ہے، ہم کہتے ہیں کہ طریق کے معنی راستہ کے معنی راستہ کے ہیں یا راہ کے۔ الطریق کلھا آداب حدیث موجود ہے۔ بغیر شرع کے ممکن نہیں ہے کہ کوئی راہ سلوک طے کر سکے۔

خلاف پیغمبر کسے رہ گزر　　　که هرگز نخواهد بمنزل رسید

مگر وہاں تو داڑھی منڈانا، لنگوٹ باندھنا، کفنا پہننا، گانجہ پینا، شراب نوش کرنا اس پر بھی خدا رسیدہ ہو جانا، چلو چھٹی ہوئی۔ اب معبود اللہ، عشق اللہ، خدا صاحب، اللہ صاحب تو ہو گئے جس

گاؤں یا اس کے گلی کوچے میں بیس بیس چالیس چالیس خدا موجود ہوں وہاں اب ایک خدا اور اس کا گھر (مسجد) کی کیا ضرورت رہی۔ معاذ اللہ کسی پکے شیطان نے گمراہ کیا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ تمام اپنے رخت ادبار کو کسی نہ کسی کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے، مثلاً گودڑا حضرت ابراہیم ادہم سے اور تاج حضرت سے کنٹھا حسن بصری سے اور کفنی فلاں جی سے اور چار ابرو کا صفایا مردود جی سے۔

مردان علی شاہ یہودی

یہ وہ شخص ہے جس نے پہلے پہل چار ابرو کا صفایا جاری کیا، جب حضرت امام حسن اور امام حسین کو سائل یہودی نے شمشاد بادشاہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور وہ ان دونوں کو اپنے گھر میں لے گیا تو اس کی دختر جو نہایت بدشکل تھی ان دونوں کی دعا اور برکت سے شکیل اور جمیل بن گئی۔ ان دونوں صاحبزادگان کا یہ اعجاز دیکھ کر بادشاہ اپنی حرکت پر نادم ہوا اور آپ کا حلقہ بگوش غلام ہوگیا۔ اس یہودی کی گستاخانہ حرکت پر بادشاہ کو غصہ آیا اور اس نے یہودی کے چار ابرو کا صفایا کرا کر گدھے کے اوپر سوار کرایا۔ اس یہودی نے یمن اور دمشق میں پہنچ کر اپنے آپ کو حضرت علی کا خلیفہ ظاہر کیا اور کہا کہ میں مدینہ شریف سے حضرت علی کا خرقۂ خلافت اپنے ہمراہ لایا ہوں، پھر اس نے ایک کتاب لکھی جس میں وہ خرافات بکی کہ الٰہی توبہ! اسی شیطان لعین کے کسی مریدوں میں سے کسی کا لکھا ہوا ایک رسالہ میں نے دیکھا جس میں لکھا تھا کہ گانجہ، شراب پینے کے موافقت میں قرآنی آیتیں بنا کر اور تما کر چسپاں کی گئیں تھیں اور وہ رسالہ حضرت امام جعفر صادقؓ کی طرف منسوب کیا گیا تھا گویا امام صاحب گانجہ شراب ان آیتوں کی بناء پیتے تھے۔ نعوذ باللہ منہا! فرقہ ملامتیہ کے لئے یہ سزا کچھ کم نہیں ہیکہ اس یہودیہ ملامتیہ اور مردود یہ کہا جاتا ہے۔

سلسلۂ فقراء جذیہ اور ہم:

فرقہ ملامتیہ کا حال تو اوپر گوش زد ہو چکا۔ اب سلسلہ جدید قادریہ کے اوصاف بیان کئے جا رہے ہیں۔ پہلے ان بزرگوں کے نام سلسلہ وار دیکھو اس کے بعد ان کی نسل کا حال پڑھنا۔ جناب قادر میاں صاحب ان کے مورث اعلیٰ ہیں اور آبائی شجرہ ان کا یہ ہے:

قادر میاں بن بہاء الدین بنے میاں بن عبداللہ شاہ بن محمد یاسین شاہ بن عبدالقادر بن عبد الرحیم بن ابوالحسن ہدایت اللہ بن سید محمود اہل اللہ بن شاہ دانشمند بن عبدالفتاح محدث بن عبدالرؤف بن شفیع اللہ بن ضیاء الدین بن ابوالحسن بن علی شامی بن سید احمد مدنی زندہ دل بن شاہ محمد ابراہیم بن ابو صالح بن سید محی الدین بن عبدالرزاق بن غوث محبوب جناب یزدانی عارف کامل محی الدین شیخ

عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز۔

نتیجہ: عمدۃ المشائخ جناب قادر میاں صاحب مدظلہٗ العالی اتباع شریعت اور کمال باطنی کے سبب سے مشہور و مقبول ہیں اور سجادگی پر مامور ہیں۔ ہزاروں کے دل ان کی محبت میں گرفتار ہیں۔ چونکہ میرے بھی رفیق ہیں اس لئے ان کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ جب تک آپ کا ہاتھ کسی کامل پیر کے دستِ فیض پر نہ پڑے تب تک آپ کسی کو اپنی طرف سے بیعت میں شامل نہ کریں کیوں کہ سلسلۂ بیعت سوائے خلفاء صوفیہ کرام کے لازم نہیں آتا۔ بجز توجہٗ خاص کے کوئی دل مومن نہیں ہوتا۔ پہلے قواعد توجہ اور بیعت نبوی سیکھنا ضروری ہے۔ ہمارے نزدیک جدید سلسلہ کی بنیاد لا یعنی ہے۔ اور یہ سلسلہ بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ جو تمام جہانوں کا رزاق اور مالک ہے۔ اس نے پہلے ہی طے فرما دیا ہے کہ جب کسی زمانہ کے لوگ خلیفۂ وقت سے اس کے باپ دادا کا حسب نسب دریافت کریں گے تو اگر وہ صحیح النسب ہوا تو بتائیگا کہ میں سید ہوں اور اگر اس کے باپ دادا کسی رذیل قوم سے ہوں گے تو اس کو لوگ خلیفہ نہ مانیں گے بلکہ اس کی خلافت پر فساد واقعہ ہوگا۔

اس لئے پاک پروردگارِ عالم نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی اولاد کو زندہ نہ رکھا ورنہ آج اولاد رسول میں نبی سے بڑھ کر نبی ہوتے۔ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ کے لقب سے یاد فرمایا ہے، بیٹا نہیں کہا اور جن لوگوں نے خلیفۂ وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا وہ گمراہ ہو گئے۔ ہم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے آل اطہار کے سبب سیدوں کے درجہ کو اعلیٰ وارفع سمجھتے ہیں۔ مگر ہمیں تو رسول کے خلفاء کی پیروی کرنی چاہئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اطیعو اللہ و اطیعوالرسول واولی الامر منکم یعنی پہلے تابعداری کرو اللہ کی پھر تابعداری کرو اس کے رسول کی لیکن کسی قریشی یا مدنی کی تابعداری کا کہیں حکم نہیں آیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گذرے ہیں یہ سب خلیفۃ اللہ ہیں اور سب سے اخیر پیغمبر آخر الزماں یعنی حضرت محمد رسول کریم ﷺ ہوئے۔ اگر جدید سلسلہ قائم ہوتا تو خاص آلِ حضرت کے نسب سے ہوتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد ان کے صاحب زادے خلیفہ بنائے جاتے، اسی طرح حضرت عمر ابن الخطابؓ کے بعد ان کے بیٹے ان کے خلیفہ ہوتے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ جس کا پدر بزرگوار دنیائے اسلام کا خلیفہ ہو اور اس کے بیٹے کو خلافت نہ ملے۔ مگر ایسا نہیں ہوا خود حضرت عثمان بن عفانؓ نے امیر معاویہ کو شام کی خلافت دیدی اور ایک عہد میں دو خلیفہ حضرت علی کرم اللہ اور حضرت معاویہ ہوئے۔ اس کے بعد ان میں تلوار ہی چلی مگر دو لوگ، پاک نفس اور پاک ذات تھے ان کا جھگڑا اللہ کے واسطے تھا۔

موجودہ زمانہ میں اور اس زمانہ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اگر جدید سلسلہ کو ہم تسلیم بھی کر لیں تو نسبی سلسلہ تو نہیں ملتا ہے۔ یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے آبا و اجداد کو چھوڑ کر حضرت رسول کریم سے ملاتے ہیں۔ تو گویا ان کے خیال کے مطابق علی محمد ﷺ کے بیٹے ہوئے تو اس نسبت سے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی پر حرام ہوئی جاتی ہیں۔ اگر حضرت غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ العزیز کی طرف یہ لوگ جاتے ہیں تو بھی وہاں خلافتِ محمدیہ کا تاج ان کے سر پہ ہے۔ دوسری جگہ حضرت نوحؑ میں اور حضرت موسیٰ کو پیر ڈھونڈ ھنے کا حکم ملا تھا۔ چنانچہ آپ کا پیر ابلیس علیہ اللعنۃ دھوکہ دیکر بنا اور شیطان نے اپنے جدّی ہونے کا دعویٰ اس طرح کیا کہ میں عبادت گذار ہوں خاکی پتلے کے سامنے کیوں سجدہ کروں؟ اب جو لوگ خلیفۂ وقت سے منکر ہیں وہ ابلیس ہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو اعلیٰ نسب بتاتے ہیں۔

خلیفۂ وقت ہر اسلامی بادشاہ خواہ افریقہ ہو یا خواہ عرب میں خلیفۃ المومنین ہیں اور خلیفہ وقت صوفی ہر عہد کا جانشین رسول اللہ ہے خواہ عرب میں ہو خواہ ہند میں۔

علماء شریعت اور ہم:

بخاری شریف میں حدیث نبوی ہے کہ اصحاب نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ امت میں فتنہ اور فساد ڈالنے والے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ''علماء'' اور اس کے مٹانے والے بھی علماء ہیں۔

اسی کروڑ حدیثوں کو رسول اللہ کے نام سے منسوب کرنا یہ فعل بھی علماء کا ہے۔ حالانکہ ان میں بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جو آپ کی خانگی اور پردہ دار زندگی کو خلاف واقعہ بے پردہ کرتی ہیں۔ کیا یہ علماء اس وقت اپنی آنکھوں سے ایسی خلاف قیاس باتوں کو دیکھ رہے تھے۔ یا حضرت عائشہ صدیقہؓ ان بے حیابانہ باتوں کو مشتہر کرنا گوارا فرما سکتی تھیں۔ کون سے روز آنحضرت نے ناک میں تین مرتبہ سے زیادہ پانی لینے کو منع فرمایا ہے جو آج فقہ میں اسے ایک اہم مسئلہ بنا لیا گیا ہے۔ وہاں تو سوائے وحدانیت، ارکان نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ و جہاد کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ علماء نے اپنے خیال اور اجتہاد سے ان میں ردو بدل کئے اور اپنی فطری عادت سے حکم لگائے۔ جب تک خلیفۂ وقت ساتھ نہ ہوا کون سے عالم نے صرف فتویٰ دیکر ملک فتح کرا دیا۔ تلوار سے مدد لینا پڑی۔ ایک کھلی ہوئی نظیر موجود ہے کہ عالمگیر یعنی اورنگ زیب بادشاہ نے جو سرمست کا خون کیا تو علماء کے فتویٰ پر کیا۔ جس کا صلہ یہ ملا کہ سلطنت کو زوال شروع ہو گیا اور عالمگیر کی اولاد کو حکومت دیرپا نصیب نہیں ہوئی۔ شرع محمدی کچھ اور چیز ہے جو خلیفہ کے

سوال نہیں سکتی اور امت رسول میں بھی وہی داخل ہے جو خلیفہ خدا کے ہاتھ پر بیعت کر چکا ہے کسی عالم کے ہاتھ پر بیعت نہیں ہوسکتی سوائے خلیفہ وقت کے کون سے عالم کا سلسلہ چلا ہے۔ دراصل عالم دین سے لوگوں کو برگشتہ کرنے والے ہیں۔

کتاب گلبن جنّت

مولوی مشتاق احمد صاحب آملیر سے تشریف لائے اور پارولہ میں حضرت کی شبیہہ کے متعلق فساد کھڑا کیا۔ دہلی میں ایک کتاب ۱۳۰۲ھ میں طبع ہوئی تھی جس میں حضرت رسول خدا اور اصحاب کبار وخاندان چشت کے تصویریں چھاپی گیئں تھیں۔ اس کتاب کے مصنف منشی محمد عبدالغفور چشتی سلیمانی دہلوی ہیں اور بموجب قانون بستم ۱۸۴۹ء اس کتاب کی رجسٹری بھی ہو چکی ہے۔ اس کتاب کی ایک جلد میرے پاس بھی آگئی جسے میں نے کمال احتیاط اور تعظیم سے اپنے آئینہ دل میں رکھا۔ مولوی صاحب نے عام جہلا سے کہہ دیا کہ یہ تصویریں فرضی ہیں ان کا پاس رکھنا اور دیکھنا حرام ہے۔ اس پر تین روز تک حضرت محبوب سجانی کے مکان پر جمع ہوتے رہے۔ ہر چند ہمیں بلایا ہم نہیں گئے۔ آخر تین روز بعد فوجداری میں نالش کر دی کہ ہمارا ایمان خراب کر دیا۔ ان تصویروں کو سجدہ کیا جاتا ہے۔ اور مسجد میں رکھی گئی ہیں۔ حضرت مخدوم علی صاحب انسپکٹر محکمہ جنگلات بڑے روز سے تقریریں کرتے رہے۔ چنانچہ میرے پاس آنے والے والوں کو ڈرایا دھمکایا۔ خصوصاً یعقوب خاں سے کہا گیا کہ ان کا شجرہ پھینک دیا جائے اور جماعت علی صاحب چیف رئیس ارنڈول نے اللہ بخش کانیٹبل کے ذریعہ بلایا اور کہا کہ وہ تصویریں بھی لیتے آؤ۔ ہم ان تصاویر کو لیکر گئے۔ سب نے ان کو دیکھا اور انھیں ہم واپس لے آئے۔ مگر اس فساد انگیزی کا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ یہ وہ مولوی ہیں جو ہمارے نقشبندیوں کے نام سے چڑتے ہیں۔ اس پنچایت کی بابت ایک مکتوب درج ذیل ہے۔ قبلہ معظم ومکرم حضرت پیر صاحب امام مجرد پارولہ کی پنچایت کی چرچہ ہمارے گوش زد ہوا۔ کوئی معاملہ اگر طول پکڑے تو اسے وہیں روک دینا چاہیئے۔ افسوس ہے کہ باشندگان خاندیش رموز عاشقان عارفاں سے بے بہرہ ہیں صحبت بزرگان سے محروم ہیں ان کی ہر حالت پر نظر کرم کر کے معاف کر دیا جائے۔ بلکہ انھیں راہ راست پر لانے کی کوشش فرمائے۔ مثل ہے آج کا بگڑا کل بنے گا۔ ہر ایک کے وہم وگمان کو دور کیجیے۔ آپ ہر گز انکی گستاخی پر ان کی چشم نمائی نہ کریں ورنہ پارولہ عذاب میں گرفتار ہو جائیگا۔ آپ کا خادم: منشی ارمان ساکنہ امیلنیر

جناب مرزا حیرت مالک اخبار کرزن گزٹ دہلی اپنے رسالے خلافت عثمانیہ رقمطراز ہیں کہ اگر آج کے علماء کی نسبت امام ابو حنیفہ کو معلوم ہوتا تو علماء کا نام اپنی کتابوں میں نہ لکھتے۔ اور یہی قول میرا بھی ہے۔ عوام کو فوراً لڑوا دینا علماء کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مگر بمقابلہ اس کے کفر کو اسلام کی طرف پھیرنا علماء صوفیہ کی محبت کا نتیجہ ہے ان کا کلام مردوں کی روح ہے۔

جو حضور اولیاء سے دور ہے　　　ہے وہ تنہا جاہل و مغرور ہے

خدا وندا! تو ہمیں ان مولویوں سے پناہ میں رکھ اور اپنے دین کی حفاظت فرما۔

ہم اور ہمارا حسب نسب:

آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام تک سب کا حسب نسب ہے۔ آگے اولاد سام حام اور یافث سے نسلیں بڑھیں اور ان کے بڑے لڑکے ارشد سے ترک لوگ ہیں۔ انہی کی اولاد سے پشت در پشت مالک ترکستان کے شہنشاہ ہوئے۔ میں اپنے آبائی نسب کا حال رسالہ چراغ علوی میں لکھ چکا ہوں۔ جو کہ عین الحیات کے نام سے مطبع حقانی دہلی میں چھپ رہی ہے۔ میری گیارھویں کرسی شہزادہ محمد داراشکوہ محمد شہاب الدین شاہجہاں شہنشاہ دہلی سے ملتی ہے۔ ہمارے خاندیسی بھائیوں نے جو ہم پر موچی اور لوہار وغیرہ کے الفاظ تراشے اور گڑھے ہیں ان کو آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہیے کہ ہمارے ہی باپ دادا ترکستان کے شہنشاہ امیر تیمور صاحبقراں اور جہانگیر و اکبر تھے۔ جن کی شان جبروت سے تاریخ ہند کے صفحات جگمگا رہے ہیں۔ ان ہی سلاطین کی بدولت اضلاع دکن میں اسلام کا چراغ روشن ہوا۔ جس کے پاس دیکھو اکبری عالمگیری سندیں موجود ہیں۔ جس کو میرا پورا جدی شجرہ اور سلسلہ نسب دیکھنا ہو وہ کتاب عین الحیات دہلی سے طلب کر کے دیکھ لے۔ لیکن مجھے یہ فخر نہیں کہ میں ترکی نسل سے ہوں۔ میرے دل میں خاکساری اور انکساری ہے۔ مجھ سے جو اچھی طرح پیش آئے گا اس سے خدا خوش رہے گا۔

میری سرشت و عادت:

۱۳۱۶ھ ماہ محرم کی تاریخ پنجم کو خاندیس میں میرا دورہ ہوا اور وہاں ۱۳۱۹ھ میں ماہ ربیع الاول کی تاریخ یکم فرقہ خلافت مجھے حاصل ہوا چھ سال کے عرصہ میں مجھے جن حضرات کی محبت اور شرف ملاقات نصیب ہوا ان کے اسم گرامی حسب ذیل ہیں۔

جناب حسن علی شاہ سرگروہ فقراء، جناب محمد حنیف صاحب فوجدار سکنہ چوپڑا، جناب مولوی شاہ محمد صاحب، قادری سکنہ دھرن گاؤں، جناب شیخ محبوب صاحب تھانیدار بڑلہ، جناب

حاجی میاں صاحب دیسمکھ پالدھی وغیرہ وغیرہ ان کے علاوہ اور صاحب جاہ اور عظمت ہیں جو میری عادات وخصائل کے جاننے والے ہیں۔ان میں سے بعض احباب ہمارے قبلہ گاہ سے عقیدت رکھتے ہیں۔عام لوگ بھی اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ میں ہر ایک کی بہر حال خدمت کو تیار ہوں جس کو جیسا پاتا ہوں ویسا ہی اس کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔ہر کہ ومہ سے خوش گذرا ہوں بغض اور کینہ میرے دل میں قطعی نہیں ہے طلب جاہ وزر بھی نہیں رکھتا۔مجرد آدمی ہوں۔علماء کی توقیر اور عزت میرے دل میں بدرجہ اتم ہے۔فقراء اور صوفیائے عظام کی صحبت کو نعمتِ عظمیٰ جانتا ہوں۔شاعر بھی ہوں چنانچہ فروغ دل ایک دیوان بھی مرتب کیا ہوا موجود ہے۔بہر حال جیسا بھی ہوں اس کا حال اللہ تعالیٰ پر روشن ہے۔

مولوی غلام محمد صاحب کا ایک خط میرے نام:

قبلہ مریدان وکعبہ معتقدان سلامت۔بعد قواعد بندگی و پرستندگی بتقدیم رسانیدہ معروضہ مدارد زبرکاۃ وجہات باطنی آں حضرت مطلبے کہ درست اعتقاد بود بخوبی حصول نیاید چراکہ سوئے حرکت قلب ایں فقیر پرتقصیر خاکپائے مریداں آنحضرت چیزے ازنور مراقبہ نمی بیند۔افسوس بہ ہزار افسوس نشستہ ایں است کہ از ہمہ از بدبختی خودمی وداند چراکہ مریدانِ حضرت ہمہ بمقامات رسیدند۔ لیکن ایں کمترین مریدان امیدوارد کہ ازاں معرفت فیض بیان است۔

ایں تشنہ لب تشنہ دل تشنہ قلب　　　کے بودیارب سیر زآب زلال

از پیر مغاں آنحضرت میاید کہ ازیں بے نوارا فراموش نکنند۔

ازاں روزے کہ ازتو گشتم　　　قسم باللہ کہ من مہجور گشتم

المرقوم:۵؍ربیع الاول ۱۳۲۲ھ بروز شنبہ

مرسلہ غلام محمد مسجد مکرانیاں گھاٹی سوستاں عاقل کواں، ضلع خاندیس

انھی کا دوسرا خط: بخدمت فیض مآب فیض رساں فائض الخصوص والعوام مرشد برحق قبلہ عالم حضرت پیر صاحب مجدد امام الوقت۔بعد از آداب آنکہ مسکیں از فضل الٰہی برائے نظر آنحضرت از خرو عافیت آں صاحب جمال را از درگاہ رب العزت بیچوں خواہم وجویانم۔آں صاحب را باید کہ تشریف شریف اینجا بیارند یعنی در قصبہ نذر آباد چرا اینجا برائے آمدن آنحضرت بسیار محبت وارد و خواہشمند ہستند۔آنحضرت را باید کہ بیائید چراکہ برائے آمدن آنحضرت بعضے را خداء تعالیٰ ہدایت می دہد ایں کار ہمہ حق است۔مورخہ ۴؍محرم الحرام روز شنبہ ۱۳۲۲ھ المرقوم: غلام محمد قندھاری از نذر آباد ضلع خاندیس

ہماری ولایت پر اپنا قول: معلوم کردن ولایت ولی اللہ چہ ضروراست۔ ولایت نسبتے است با خدا از کسے ازاں مطلع باشد یا نہ باشد اکثر اولیاء اللہ از ولایت ولی خبر ندارند تا بدیگراں چہ رسد۔ بعد مرگ ثمرہ آن خواہند۔ احتیاج ولایت وانبیاء راست برائے دعوائے خلق اند ضروراست کہ بر خلق نبوت خودرا ظاہر کنند و باثبات رسانند اولیاء اللہ دعوت بسوئے شریعت پیغمبر میکنند معجزہ پیغمبر برائے او کافی است۔ علماء وفقہاء بظاہر شرع دعوت میکنند۔ اولیاء اللہ مریدان را بسوئے بجا آوردن ذکر تعلیم میکنند و میفرمانید کہ اوقات خود بیاد الٰہی معمور کن تا ذکر الٰہی برتو مستولی باشد۔ غیر خدا در دل حضور نہ کند دراین دعوت احتیاج کرامت نیست۔

ایک مرشد سے دوسرے پیر کی طرف رجوع ہونا اس کی زندگی میں

مقصود تو حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے اور وہی وسیلہ نجات بھی ہے۔ اگر طالب رشد و ہدایت دوسرے پیر کی طرف رجوع ہونے میں حق تعالیٰ سے قربت حاصل کرنے کی امید رکھتا ہو تو چاہئے کہ رجوع کرے یہ امر نا جائز ہے۔ مگر پیر کی زندگی میں بے اجازت دوسرے پیر کی طرف نہ جائے ۔صرف ہدایت طلب کرے۔ فی زمانہ پیری مریدی رسماً جاری ہے۔ اکثر پیر اپنے حال کی بھی خبر نہیں رکھتے اور انھیں کفر و ایمان میں تمیز نہیں ہے۔ افسوس ہے ایسے مریدوں پر کہ صرف اعتقاد پر قائم ہیں۔ اور دوسرے کامل پیر کو نہیں ڈھونڈتے یہ بھی ایک طرح فتنہ شیطانی ہے۔ فقط شجرہ اور کلاہ عطا کر دینے کا نام پیری نہیں ہے جو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے۔

اے لوگو! تم صرف نام کے پیر اور پیر کامل میں تمیز نہیں کر سکتے ہو، ایسے ناقص اور نا قابل پیر کی محبت سے دور بھاگو اور ہمارے مانند شیخ کامل داور مکمل تلاش کرو اور دیکھو۔

اہل شریعت اور صاحب طریقت کا مقدمہ پیش رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم:

یہ حکایت مولوی عبدالباعث صاحب محدث دمفسر دہلوی سے منقول ہے کہ ایک شب خواب میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایک وسیع میدان میں تشریف فرما ہیں۔

جماعتِ علماء آپ کے داہنی جانب اور جماعت صوفیہ بائیں جانب بیٹھی ہے جماعتِ علماء نے بڑی دلیری کے ساتھ جناب رسالت مآب سے کہا کہ ان لوگوں نے شریعت میں رخنہ اندازی کی ہے اور یہ بدعت کو رواج دیا ہے یہ لوگ وحدت وجود کا دعویٰ کرتے ہیں یہی سبب ہے کہ ان کے باعث ایک عالم

گمراہی میں مبتلا ہے۔

گروہ صوفیہ خجالت اور شرمندگی سے سروں کو نیچے کئے بیٹھے تھے اور دم بخود تھے۔ جناب رسالت مآب یہ شکایت سنکر بالکل خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت خاتم النبین کا خاموش رہنا صوفیہ کے عشق و محبت کے تقاضے سے تھا اسی سبب سے آپ چپ رہے اور جواب میں کچھ نا فرمایا۔ در حقیقت صوفیاء عظام حضرت نبی کریم ﷺ کے ظاہر اور باطن کے وارث اور خیر البریہ ہیں مگر خاندیس کے عالموں پر یہ گویا وحی نازل ہو چکی ہے کہ جہاں کہیں صوفیائے کرام کی جماعت کا کوئی آدمی ملے اسے قتل کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد	چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد
حب فقرا کلید جنت است	دشمناں را سزائے لعنت است

ضروری التماس: مجھ سے سات برس کے عرصہ میں کسی کو ایذا یا تکلیف نہیں پہنچی۔ حالانکہ اس وقت میرے پانچ سو سے زیادہ مرید ہیں۔ آئندہ طلبگاران حق کے لئے دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اللہ جل شانہٗ مسبب الاسباب ہے۔ قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے۔ وہ اس کو دیا جس کے وہ قابل نظر آیا

اکثر لوگوں نے میرا امتحان لیا۔ چوپڑے کے پانی کا حال سب پر روشن ہے۔ کمال مستری نے گستاخی کی تھی جس کے سبب صبح کو مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے دریافت کیا گیا کہ میں نے جب کسی کا کچھ بگاڑا نہیں ہے تو خواہ مخواہ مرے حق میں اس قسم کی بے ادبانہ کلام زبان سے کیوں نکالے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں فتح محمد شاہ حکیم، مولوی نور محمد صاحب تاج محمد صاحب مومن و نور محمد صاحب شاعر اور مولوی مشتاق احمد صاحب وغیرہ کے ساتھ ہمیشہ خاطر مدارت سے پیش آتا رہا۔ انھوں نے جو اس کا حق ادا کیا خیر (ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء) میں صبر کئے بیٹھا ہوں اور اسی طرح صابر اور شاکر رہوں گا۔ آج انھوں نے یہ فساد کھڑا کیا ہے کل نہ جانے کیا فتنہ اٹھائیں گے۔ اس لئے فقیر کی گذارش ہے کہ جن جن صاحبوں کو ضلع خاندیس میں فقیر سے مقابلہ کر کے خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھنا منظور ہو وہ اصحاب قلم اور کاغذ کو ہاتھ میں لیں اور زبانی باتیں اور فریادِ کم مائگی یا بے ہمتی کی باتیں ہیں۔ زبانی بحث و تکرار جہلاء کا شیوہ ہے۔ اور تحریری و قلمی مقابلہ علماء اور فضلاء کا طریقہ ہے۔ بندہ ترکی بہ ترکی جوابدہی کے لئے حاضر ہے۔ ورنہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیں۔ انشاء اللہ چند روز میں ہم خود ہی چلے جائیں گے۔ ہمارے پیچھے بیٹھے جس طرح چاہو خاک اڑایا کرنا اس لئے کہ تمہارا زرخیز ملک خاندیس تمہیں مبارک رہے تم اس کے قدیمی رئیس ہو۔

ہوا باطن سے ظاہر عشق جب اس ذاتِ واحد کا ۔۔۔ نظر آنے لگا جلوہ حبیبِ پاک احمد کا
نمایاں جب ہوئی قدرت کہا قدرت نے اے اللہ! ۔۔۔ یہ کس خوبی کا گلشن ہے تو گل بولا محمد کا
رموزِ عنصرِ اربع بنا اک نور کا پتلہ ۔۔۔ تو پانچوں پنجتن بن کر کیے شکرانہ ایزد کا
اٹھا جب پردۂ بیحدی ہویدا رنگ بو قلمی ۔۔۔ بنا ہر ایک ذرہ میں جو تھا پائے احمد کا
تو کیا سمجھے گا خاکی تجھے کیا ہوش ہے اپنا ۔۔۔ کرے گا وہ تمیز اس کی جو بندہ ہے محمد کا
شریعت نخلِ دیں ہے اور طریقت شاخ ہے اس کی ۔۔۔ حقیقت سے ہر اک پتہ ہے گل نورِ مجرد کا
تجھے راہِ طریقت پر اگر مطلوب ہے چلنا ۔۔۔ بخوبی دیکھ لے تو بن کے طالب پیر و مرشد کا
اگر تقلید رکھتا ہے قدومِ دین و ملت کی ۔۔۔ تو پھر ہے واقفِ رمزِ خفی اسرار سرمد کا
غضب ہے اس نے پھر کیوں کر نہ مانا حکم خالق کا ۔۔۔ نہاں تھا اس میں دھوکہ یا کسی ابلیس مرتد کا
خدا کا خوف دل میں رکھ کوئی دم کا تو مہماں ہے ۔۔۔ بھروسہ کیا ہے دنیا میں زبر کا زیر کا مد کا
جو ہو مثلِ کلی خاموش تو اس باغِ ہستی میں ۔۔۔ کشادہ ہو بہ قدرت سے غنچہ تیرے مقصد کا
تمنا ہے الٰہی ہو پذیرا یہ دعا میری ۔۔۔ کہ ہو بس خاتمہ بالخیر ہر ایک نیک اور بد کا
مجرد کہتے ہیں جس کو وہ خیر الدیں کوئی ہوگا ۔۔۔ میاں ہوں میں تو اک خادم جنابِ پیر و مرشد کا

غزل دویم از مجرد

نشاں دہ اے خضر مارا کامل خدا دلہا ۔۔۔ کہ آساں شد رہِ عقبیٰ بہ برکت پائے کاملہا
دلِ سالک مکانِ قربِ حق شد منزلِ واللہ ۔۔۔ خدا فرمود ایں برہاں دریں قرآں مکملہا
مواجِ بحرِ وحدت زاہد مکار آساں نیست ۔۔۔ درے درائے بے پایاں ندارد ہیچ ساحلہا
بمسکن خویش آں روح سوار تن چو یاد آید ۔۔۔ پریشاں در قفس شد طوطیٔ محبوس سمبلہا
علوم و منطق و صرف و نحو بیکار شد صوفی ۔۔۔ کہ العلم و حجابِ اکبر چنیں و انند عاقلہا
بجز شیراں مجدد سلسلۂ نقشبندیہ ۔۔۔ طریقِ معرفت ہرگز نہ دانند اہلِ نادلہا
مجرد زیرِ سایہ شاہ بہاء الدین حسن آید ۔۔۔ بحق خواجۂ مشکل کشا حل کن تو مشکلہا

ضمیمہ دفترِ انصاف

سلسلہ علم الٰہی یا علم توجہ کہ جس کا ایک دریا لب لباب مانند شعاع خورشید خاور اہل حال کے دلوں سے موجیں مارتا رہا ہو کہ جس کے ذریعے سے اسرار قدرت کے موتی نکال پھینکتا ہے سیاہ و تیرہ آلودہ کتاں

کو صاف شفاف کرتا ہوں۔ عین مغرب سے فضاء عالمگیر ہو کر باد صبا کی طرح پھیل گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں کفر و بدعت و ضلالت و گمراہی کے جھیلوں خشم و حسد و بغض و عداوت کے نالوں کو پاک کرتا ہوا ہمارے امام الطریقت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ العزیز کے چشمہ اسرار مظہر نبوت میں بند ہوا اور وہاں سے قطرہ قطرہ اچھلتا ہوا شبنم شاداب کی طرح سلسلہ وار حضرت قبلۂ عالم قطب الارشاد جناب امام مجرد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا، اسی طرح قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا اور رشد و ہدایات کا دریا بہتا رہے گا۔

مجھے یہ تاب و طاقت کہاں کہ میں حضرت قبلہ عالم کی سوانح عمری یا کچھ حالات لکھ سکوں، آفتاب کے مقابل ذرہ کی کیا تاب اور دریا عمیق کے سامنے قطرے کی کیا گنجائش۔ اگر میں قطرہ ہوں تو اسی دریا کا اگر آفتاب کی شعاع یا کرن ہوں تو اسی آسمان کا کہ جس کے سایہ میں مجھ جیسے ہزاروں ستارے آفتاب مہتاب سے چوگنے ہیں۔ عین الحیات یا چراغ علوی آپ نے ایک ایسا رسالہ لکھا کہ دنیا میں اہلِ طریقت و تصوف کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں نکلے گی۔ اور اس میں آپ نے اپنی سوانح عمری بھی لکھی ہے۔ میرے طبع معانی نے مجھے یوں صلاح دی ہے کہ حالات قبلہ عالم جمع کر کے ایک یادگار نسخہ زمانے کو دیا جائے۔ کیوں کہ پیر کا کلام مطابق حدیث کے ہوتا ہے۔ اتنا ہی ثواب کلامِ شیخ کے جمع کرنے میں ملتا ہے۔ راقم منشی محمد معصوم ارمان سکنہ املیر

باب الخواب یا عالمِ ارواح:

حضرت قبلۂ عالم ہمیشہ اپنے خوش اعتقاد مریدین سے اکثر خواب پوچھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ آدمی کا سونا ایک قیامتِ صغریٰ ہے اور نیند کا غلبہ جب ہوتا تو انسان بے اختیار ہو کر لیٹ جاتا ہے۔ اور نفس کی حرکتیں بند ہو جاتی ہیں۔ مثلاً بولنا کھانا پینا چلنا پھرنا اور سب سامان اسکو عالمِ ارواح میں کھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہاں اگر سوتا ہے تو عالمِ ارواح میں ضرور کسی نہ کسی طرح دام محبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بخششوں کا دروازہ رات دن کھلا رہتا ہے۔ اس لئے خواب کو رات پر تقسیم کیا ہے تاکہ لوگ اپنی معاش وغیرہ دن کو حاصل کریں اور عبادت حق کی برکت ارواحوں کی صفائی اور پاکیزگی ان کو خواب میں نظر آوے اور خواب پروردگار کی قدرت کا ایک آئینہ ہے جس میں ہر ایک روح پاک اپنی ذاتی جوہر کی طرف منہ پھیر لیتی ہے۔ اسی وجہ خاص سے سفید اور سیاہ نظر آتا ہے، اور خراب کیفیتیں دیکھتا ہے تو صبح کو شکوہ کرتا ہے کہ رات کو ایسا برا خواب دیکھا اس پر کہتا ہے کہ صدقہ دیا جائے اور اگر اچھا خواب دیکھتا ہے تو دلیل شادمانی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات اس کے برخلاف بھی ہوتا ہے مگر وہ خواب صحیح نہیں ہوتا جو اولیاء اللہ کا ہے اور کشف کا حکم رکھتا ہے۔ اور خوش عقیدہ لوگ اکثر بزرگوں

عقیدہ لوگ اکثر بزرگوں کی زیارت خواب میں ہی کرتے ہیں اور اسی خواب کو وہ سعادتِ ابدی سمجھتے ہیں۔ اور جو لوگ ان سے دریافت کرتے ہیں تو بڑے ادب سے بتاتے ہیں اسی لئے قبلۂ عالم کے بعض مریدوں کے خواب جو ولایت پر منکشف ہیں بجنسہ درج کرتا ہوں تاکہ مخالفین حضرات قبلۂ عالم پر اعتراضات سے درگزر کریں اور جس کو اس معاملہ میں شک وشبہ ہو وہ حضرت قبلہ عالم کی نسبت استخارہ کرے اور پنبۂ غفلت کو کان سے نکال کر اپنا ذاتی روحانی آئینہ پاک صاف کرے کہ اس کی روح بھی عالم ارواح کی وارث بن جائے۔

شیخ عبدالرحمٰن خاں دہلوی:

آپ حضرت قبلہ عالم کے بڑے خلیفہ جو صاحبِ جذب اور اہلِ تقویٰ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم مع یارانِ سلسلہ حلقہ فرمارہے تھے۔ اور میں بھی حاضرِ دربار تھا کہ یکایک مجھ پر ایسا خواب طاری ہوا کہ میں تھوڑے عرصہ کے لئے گویا بالکل بے ہوش ہوگیا اور اس عالمِ بے ہوشی میں میں نے دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں کھڑا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ وسیع دالان میں مخمل کا فرش ہے اور اس پر کمخواب کا تکیہ لگا ہوا ہے اور حضرت قبلہ ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ العزیز مع یارانِ طریقت اس تکیے کے سہارے جلوہ افروز ہیں۔ اور حاضرین با ادب بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت مجدد صاحبؒ نے بیس رومال رنگ برنگ کے اپنے ہاتھ سے قبلہ عالم کے سر پر باندھے اور ایک گلاس بلوری سے جس میں سرخ رنگ کی کوئی چیز تھی قبلہ عالم کو پلوائی اور فرمایا کہ ہم نے ساری عمر میں چار شخصیتوں کو یہ نعمتِ عظمیٰ عطا کی ہے ایک محمد معصوم کو کہ فرزند حضرت مجدد کے ہیں دوسرے مرزا مظہر جانِ جاناں شمس الدین حبیب اللہ قدس سرہٗ العزیز کو تیسرے خواجہ زبیر کو اور چوتھے محمد خیرالدین کو جو کہ مجرد ہیں۔ کہ یہ آخری دور انہی کا عہد تھا اور فرمایا اے عبدالرحمٰن ہم نے جیسا تیرے پیر کو دیکھا ویسا دوسرے کو نہیں دیکھا اور اللہ چاہے گا تو فیضِ عظیم ہو جائیگا، میں نے حضرت قبلہ عالم سے بعد ختم حلقہ عرض کیا اور سارا ماجرا سنایا تو آپ نے فرمایا کہ بابا ہم تو اس درجہ کے آدمی ہیں نہیں یہ جو تم نے دیکھا بجا دیکھا۔ یہ تمہاری خوش اعتقادیوں کے جوہر ہیں جو تمہیں ایسے بلند مرتبہ بزرگان دین کی خدمت میں رسائی مل گئی۔ خدا مبارک کرے۔ اور بھی ایک دو خواب میں نے شیخ عبدالرحمٰن صاحب سے معلوم کئے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہ عالم تمام ملک خاندیس کے رہنے والوں کو توجہ دے رہے اور صغیر وکبیر حضرت کے حضور میں مودب بیٹھے ہیں۔ اور حضرت نصیحت آمیز کلمات سے ان کے دلوں کو منور اور مجلّٰی فرمارہے تھے۔ اور فرمایا کہ بارہا دیکھا میں نے کہ حضرت قبلہ عالم مع حضرت مجدد صاحبؒ

رونق افروز ہیں۔

شیخ حسام الدین: یہ حضرت قبلہ عالم کے مرید و معشوق صاحب شکر ہیں۔ ان کے حالات عجیب و غریب گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت قبلہ عالم جوپڑہ میں تشریف لائے تھے تو مجھے یہ خیال گزرا کہ ایسے ہزاروں فقیر آتے رہتے ہیں مگر یہ کیا معلوم تھا کہ میں خود انہیں بزرگ کی شفقت کے زیر سایہ پروان چڑھوں گا۔ کہتے ہیں کہ مجھے ایک بزرگ مدت سے خواب میں نظر آیا کرتے تھے اور ہمیشہ مجھے ہر نیکی اور بدی سے آگاہ فرماتے۔ جب حضرت قبلہ عالم ارنڈول میں تشریف لائے تو مجھے پہلی شب ان بزرگ نے کہا کہ حسام الدین اٹھ اور جا۔ میں نے کہا کہ کدھر جاؤں؟ تو فرمایا کہ سامنے پہاڑ ہے اس پر تیرے پیر بیٹھے ہیں۔ میں نے پہاڑ کی جانب دیکھا کہ قبلہ عالم تشریف فرما ہیں اور فرمارہے ہیں کہ "الو! آ" (یہ لفظ معشوقانہ ہے) اسی روز میں شام کے وقت سلسلہ میں داخل ہوا۔ دوسرے روز ان بزرگ سے سنا کہ ہمارا نام مصطفٰے شاہ ہے۔ تو محنت کریگا تو ہم بھی تیری امداد کو ہیں۔ اور بارہا میں نے خواب میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے کہتے سنا کہ "خیرالدین ہمارا ہے۔" فرمایا کہ ایک مرتبہ خلقہ میں مجھ پر بے ہوشی طاری ہوگئی میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک باغ میں ہوں جو اسقدر وسیع ہے جیسے دنیا کا قطعہ اور اس میں ہزاروں بزرگ سبز پوش چاندی سونے کے آفتابوں سے وضو کر رہے ہیں اور ایک مسجد عالیشان میں جمع ہیں۔ پہلی صف حضرت قبلہ عالم مع یاران طریقت کے تھے ان میں خود بھی شامل ہوگیا۔ اس کے بعد نماز عید ادا کی گئی۔ معلوم ہوا کہ پیش امام اس با عظمت جماعت کے جناب فخر موجودات حضرت سید المرسلین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے نہایت شفقت سے قبلہ عالم کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ ہم تم سے بہت خوش ہیں۔ اور مجھے بہت کچھ پیار کیا۔ میں نے عرض کیا تو فرمایا کہ بابا یہ سب تمہارا اعتقاد ہے ورنہ فقیر اس لائق نہیں۔

شیخ حنیف فوجدار: ان کے اور قبلہ عالم کی نسبت سے عمدہ اشارے اور بشارتیں سنی گئیں ہیں چنانچہ اویسیہ بیعت ان کی بھی حضرت محبوب سبحانی سے ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ایک ایک بڑی عالیشان مسجد میں رونق افروز ہیں۔ حضرت محبوب رب الارباب نے حضرت قبلہ عالم کو اپنے دست مبارک سے کرقہ عنایت فرمایا۔ ایک کلاہ عطا کی اور بیعت بھی دی پھر فرمایا کہ آج سے اگر کوئی پوچھے تو کہنا کہ میں حضرت غوث الثقلین کا طالب ہوں۔ مجھے خاص طور سے قربت حاصل ہے۔ اور خلیفہ بھی ہوں۔

میرے مرید ہونے سے پیشتر ہی حضرت غوث پاک نے بشارت دی تھی کہ ابھی محمد خیرالدین ہمارے خلیفہ نہیں ہوئے ہیں جب خلافت پر معمور ہوں اس وقت تم ان کے مرید ہو جانا۔ چنانچہ یہ تمام سماں میری آنکھوں میں پھر رہا ہے۔

شیخ محمد حیات:

یہ بھی قبلہ عالم کے مریدوں میں صاحب کشف و کرامات ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز خواب میں دیکھتا ہوں کہ ہوا میں اڑا چلا جا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ کئی آسمان طے کر گیا۔ اوپر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مکان عالیشان ہے کہ جس کے دروازے زمرد کے اور پکھراج کے ہیں اور ہر ایک دروازے پر ایک فرشتہ سبز نشان ہاتھ میں لئے کھڑا ہے اور ہر ایک نشان کے نیچے ہزار ہا آدمی بیٹھے ہیں۔ اور دوسرا نشان زریں ہے جس کے سایا میں کوئی آدمی نہیں ہے۔ میں وہاں گیا اور دیکھا کہ ایک پردہ سامنے پڑا ہے۔ اندر سے آواز آئی کہ اسے آنے دو، کیونکہ ان کے سب آدمی حضور میں آچکے ہیں۔ جب میں اندر گیا تو دیکھا کہ قبلہ عالم اور جناب حاجی محمد عبداللہ شاہ ایک تخت مرصع پر جلوہ افروز ہیں اور مرید بھی گرداگرد جمع ہیں اور حوران بہشتی معروف خدمت ہیں۔ اب پیچھے والے پردہ میں سے آواز آئی کہ تخت پر بیٹھنے والے صاحب اندر آئیں۔ اس پر حضرت قبلہ عالم اور قبلہ گاہ عالم دونوں اندر آ گئے۔

ایک دفعہ حضرت غوث اعظم محبوب ربانی سے بشارت ہوئی کہ سب مل کر حلقہ کرو۔ ہم توجہ دیں گے۔ دوسرے تیسرے پیر سے کہکر کہ تو متفکر نہ ہو۔ تیرے لئے خزانہ معانی کھلا ہے۔ سوا لاکھ نفل ادا کر۔ بعد اس کے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک جانب لے گئے۔ جہاں بہت سے لوگ محنت اور مشقت میں مبتلا ہیں کہ کوئی درخت سے لٹک رہا ہے، کسی کے سر میں ناسور ہے، اور کوئی استغراق قوی رکھتا ہے۔ فرمایا یہ لوگ عرض رساں ہیں کہ ہم اس قدر محنت مشقت کرتے ہیں مگر ہم کو وہ نعمتیں عطا نہیں ہوئیں جو خیرالدین کو ہوئی ہیں اس لئے تو اپنے پیر سے کہنا کہ خوب محنت اور ریاضت کرے اور اپنے قدم ریاضت میں جمائے رکھے ہم ہر حال میں نگرانی رکھیں گے۔

جناب حاجی حضرت غلام محمد قندھاری سلمہُ اللہ:

آپ حضرت قبلہ عالم کے طالب خاص ہیں۔ دو مرتبہ حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہو آئے ہیں اور عمر شریف آپ کی اسّی سے اوپر ہو چکی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم قطب الاقطاب ہیں مجھے معلوم ہوا کہ حضرت نے دودھ بھرا کٹورا مجھے پلایا اور مرید ہونے سے پہلے آپ نے

یہ ارشاد فرمایا کہ ایں فقیر حقیر پر تقصیر مسکین غلام محمد ایں است و برائے دست گرفتن نیز وآں حضرت می آید برے مہربانی ایں فقیر را در سلسلہ خود متوصل فرمانید۔ الراقم: حاجی غلام محمد قند ہاری عفی اللہ عنہٗ

باب الکرامت یا عالم رویا:

حضرت قبلہ عالم فرماتے ہیں کہ وجودِ بشریت سے خالی ہو جانے کو عالمِ رویا کہتے ہیں۔ کسی کو سال بھر میں ایک دفعہ اور کسی کو آٹھ روز میں اور کسی کو عمر بھر میں اور کوئی رات دن میں غرق رہتا ہے۔ اور جب خداوند حقیقی اپنے الطاف وکرم مبذول فرمانا چاہتا ہے تو کسی ولی کو چن کر اپنی عنایت اور بخشش کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے ورنہ معاذ اللہ منہا ولی کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ کرامت دکھائے اور لوگوں کو اپنی جانب جھکائے۔ اس میں تو بہت سے مداری تماشہ والے شعبدہ باز جادوگر برہمن شامل ہیں ان کو کھینچ کر عالم رویا میں لے لے خواہ وہ کسی بھی حالت میں ہوں۔ جو ان کو منظور ہو، انہی کے ہاتھ سے کرا کر بتا دیں کہ ولی اللہ کا یہی خاصہ ہے اور یہی ان کی صحبتوں کا اصلی فیض ہے۔ گو کہ ولی اللہ خدا کا ولی ہے، بلکہ ہر قطب ساری زمین کا یا پیر اپنے مرید کا مالک ہے جس نے اپنے پیر کو ذاتِ خدا کا مظہر جانا اس نے خدا کی تمام بخششوں کو اپنے پیر ہی سے پالیا۔

کرامت اول:

اول روز جب حضرت قبلہ عالم پارولہ محلہ بیلدار میں تشریف لے گئے تو اس محلہ کی مسجد کو ویران پایا اور صرف دو تین نمازی اس مسجد میں آئے تھے مگر حضرت کی تشریف آوری کی بدولت نمازیوں کی تعداد اس قدر بڑھ گئی کہ نمازیوں کو جگہ نہ ملتی تھی۔

کرامت دویم:

شیخ حسام الدین و شیخ عبدالرحمن حضرت کے ہمراہ انبہ ٹرلہ پر تشریف لے گئے اور محبوب تھانہ دار کے مکان پر اترے۔ ایک مرتبہ حضرت نے شیخ حسام الدین سے کہا کہ ندی کے کنارے اس حجرہ میں جا کر نفل پڑھو۔ شیخ حسام الدین بموجب فرمان گئے اور نفل پڑھنے میں مشغول ہو گئے مگر پھر غفلت یہ برتی کہ پڑھ کر سو گئے اس وقت قبلہ عالم اپنے مکان پر کتاب عین الحیات تصنیف فرما رہے تھے۔ یکا یک سر زانو پر رکھ کر کچھ سوچ میں پڑ گئے۔ کچھ دیر بعد حسام الدین آئے اور کہنے لگے کہ میں نے سوتے میں دیکھا کہ حضرت قبلہ عالم آئے اور مجھے چھتری سے دھکا دے کر جگایا اور کہا کہ تجھ کو نفل نماز ادا کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا اور تو پڑا سو رہا ہے۔ چل ہمارے ساتھ آ۔ میں اٹھا اور وضو کر کے حضرت کے پیچھے ہو لیا۔ جب سامنے ٹکڑے پر چڑھے تو یکا یک حضور غائب ہو گئے۔ جب یہاں مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ حضرت کتاب کے لکھنے میں مشغول ہیں۔ عبداللطیف کی والدہ سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ عالم اس جگہ سے اٹھ کر کہیں تشریف نہیں لے گئے۔ یہ آپ کا کرشمہ تھا۔

کرامت سوم:

حسام الدین کا بیان ہے کہ جن دنوں میں ریاست اندور کے ایک قصبہ بولہ میں حضرت قبلہ کے ہمراہ تھا اول روز شدت بخار سے میری حالت غیر ہوگئی اور بوقت عصر یکایک مجھ پر بے ہوشی طاری ہوگئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ آئے اور فرمایا کہ تو جانتا ہیکہ ہم کون ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا ،فرمایئے آپ کون بزرگ ہیں؟ اس پر وہ بزرگ بولے کہ ہم غوث محبوبِ ربانی ہیں اور اس لئے آئے ہیں کہ ایک مرتبہ مصطفےٰ شاہ نے تجھے موت سے بچالیا اور اب کے مرتبہ تو رجب المرجب کی ۲۷ تاریخ کو مرجاتا لیکن ہم نے تیرے لئے اللہ سے بخشش چاہی کیونکہ تو ہمارے خادمِ خاص کا مرید ہے۔ میں نے کہا آپ کے کون سے خادم؟ تو فرمایا: کہ خیر الدین کا۔ جا ہم نے تجھے بخشا اور تو اپنے پیر سے کہنا کہ ہم رات کو تم سے ملیں گے۔

کرامت چہارم:

حضرت قبلہ عالم ۱۳۱۲ھ میں اپنے ایک خوش عقیدہ مرید عبداللطیف صاحب کے مکان پر چوپڑہ میں مقیم تھے۔ اس سال قلتِ بارش کی وجہ سے سخت قحط سالی کا خطرہ تھا۔ چند لوگ جمع ہوکر آپ کے پاس آئے اور بارش کے لئے دعا کے طالب ہوئے۔ آپ نے فوراً کہا اگر نمازِ استقاء کے لئے سب لوگ جمع ہوکر صبح جنگل کی طرف چلیں تو میں بھی چلوں گا۔ دوسرے روز سب آدمی جمع ہو گئے اور دعا کی گئی، لیکن اس روز دعا کا کوئی اثر نہ ہوا۔ یعنی دعا آسمان کے نیچے ہی رہ گئی اور بارش نہیں ہوئی۔ تمام لوگ ناکام واپس آگئے اور ان لوگوں کے دلاوں میں وسوسہ پیدا ہوا کہ ناحق فقیر کے پیچھے آکر دھوپ میں پریشان ہوئے۔ ادھر حضرت نے عہد کرلیا کہ جب تک بارش نہ ہوگی کھانا نہ کھائیں گے اور نہ پانی پئیں گے نہ ہی شہر میں لوٹ کر جائیں گے۔ بلکہ اسی جنگل میں شیخ عبدالرحمن اور شیخ بنو دعا میں مشغول رہے آخر خداوند تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور ایسی شدید بارش ہوئی کہ شہر میں آنا مشکل ہوگیا۔ مگر دعا کے اتنے عرصے بعد قبول ہونے کا ایک سبب تھا وہ یہ کہ جناب قبلہ موصوف کی زبان سے شروع میں یہ نکل گیا تھا کہ اس زمانہ میں حضرت غوث کسی کی مدد نہیں کرتے چونکہ یہ کلمہ گستاخانہ تھا اس لئے آپ کا چہرۂ مبارک سیاہ و تیرہ ہوگیا۔ حضرت محبوبِ غوث پاک نے شیخ حنیف فوجدار کو بشارت دی کہ تو اپنے پیر سے کہہ دے کہ وہ توبہ کریں ورنہ ان کے لئے اچھا نہ ہوگا چنانچہ توبہ و استغفار کے بعد ختم اور درود پڑھا گیا اور سارے شہر والوں نے توبہ و استغفار کی اس کے بعد بارش بکثرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کو قبول فرمایا۔

کرامت پنجم:

قصبہ دیولی میں ایک بہت پرانی قبر بنی ہوئی تھی۔ شیخ مرزا واحد بیگ اور شیخ فتح محمد جو بڑے متشرع اور دیندار آدمی ہیں ہمراہ قبلہ عالم حاضر تھے۔ حسام الدین بھی موجود تھے، فتح محمد صاحب نے اس موقع پر عرض کیا کہ یہ قبر بہت پرانی ہے۔ معلوم نہیں کس کی قبر ہے؟ حضرت نے حسام الدین کو اشارہ کیا کہ اس قبر پر بیٹھ جاؤ۔ حسام الدین کہتے ہیں کہ ایک خوبصورت جوان بزرگ سیرۃ نے مجھے بشارت دی کہ تم اپنے پیر سے کہو کہ ہمارا نام شاہ محمد بن عقیل ہے۔ دو ڈھائی سو برس گذرے کہ ہم اس راہ سے نکلے تھے مگر یہاں شہید ہو گئے اس کے بعد اس قبر پر فاتحہ پڑھی گئی۔

کرامت ششم:

عبدالرحمٰن صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ قبلہ عالم سے ایک مرتبہ میں نے حصول زیارت مدینہ منورہ کے لئے عرض کیا۔ آپ نے مجھے توجہ میں بٹھایا۔ میں نے بخوبی روضۂ پاک حضرت رسول مقبول ﷺ کی زیارت کی اور مصافحہ بھی کیا۔

کرامت ہفتم:

حاجی عبدالرحمٰن صاحب دہلوی سے منقول ہے کہ میں نے حضرت قبلہ عالم کو بارہا عرش اعظم پر سیر فرماتے ہوئے دیکھا۔

کرامت ہشتم:

شیخ حسام الدین صاحب فرماتے ہیں کہ جس روز میں نے حضور سے بیعت ہوا اس روز میرے دل میں یہ خیال تھا کہ حضور مجھے چشتیہ خاندان میں بیعت فرمائیں تو اچھا ہو، چنانچہ جب آپ نے مرید کیا تو خاندان چشتیہ سے منسوب فرمایا اور زیارت خواجہ معین الدین چشتی سے اپنی توجہ میں مشرف فرمایا۔

کرامت نہم:

شیخ بنو صاحب کا قول ہے کہ ایک روز حضرت کی نسبت بازار میں چرچہ ہوا کہ وہاں پر ہیں اور دو چار آدمی حضرت سے باتیں کر رہے ہیں، بعد کو معلوم ہوا کہ حجرت کا پتہ نہیں ہے دوسرے روز خبر آئی کہ وہ ارنڈ ول سے کہیں باہر نہیں گئے وہیں کے وہیں ہیں۔

کرامت دہم:

محمد حیات صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں ایک باغ میں سو رہا تھا کہ ایک مہیب صورت دیو ہیکل آدمی گدھے پر سوار ہو کر آیا اور گدھے سے اتر کر میرے سینے پر چڑھ بیٹھا اور ایک تیز تلوار سے میرا سر تن سے جدا کر دیا اور میں تڑپنے لگا اتنے میں ایک بزرگ آئے اور میرا سر اٹھا کر تن سے لگا دیا اور فرمایا کہ جا ایک قرآن ختم کر کے اسکا ثواب خوجہ معین الدین چشتی کو پہنچا اور اپنے پیر سے کہنا کہ ہم خواجہ معین الہند کے داہنے بازو ہیں وہ ہمیں پہچان لیں گے۔

کرامت یازدھم:

جناب محمد حنیف صاحب فوجدار سے منقول ہے کہ ایک رات جناب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز تشریف لائے ا رمجھ غریب کے کاشانہ کو رشکِ فردوس بنادیا۔ اس وقت میں نمازِ تہجد پڑھ کر فارغ ہوا تھا۔ فرمایا کہ یہ لے، میں نے ہاتھ بڑھایا تو ایک ذرا سی پتی میرے ہاتھ پر رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ جیون بوٹی ہے تو بھی اسے پی اور اپنے پیر کو بھی پلانا۔ اپنے پیر کی خدمت میں رات دن مشغول رہ کر جس طرح تو نے ہماری خدمت کی اسی طرح تو اپنے پیر کی خدمت کر۔ وہ بوتی نوش کی گئی اور فرمایا، ؎ قسمت کی آزمائی ہو مرشد کے سامنے!

تاریخ طبع زاد جناب منشی محمد معصوم صاحب ارمان خادم مجردِ پارولہ

کیوں نہ شہرت عام اب ہو جائیگی اس کی دور دور — دفتر انصاف کی ہر اہل منصف میں ضرور
جب لکھی تاریخ ارماں نے تو ہر اک نے کہا — کیا چراغ حسن مضموں آپ کا ہے ذی شعور

۱۳۲۲ھ

تاریخ کتاب دفتر انصاف منشی محمد معصوم ارمان املنیر

یہ کتاب قبلہ عالم جس نے دیکھی بول اٹھا — دفتر انصاف میں لکھا تو لکھا راست راست

۱۳۲۲ھ

۱۹۰۴ء

تمام شد